۲۹ جُمادی الاُولیٰ ۱۴۴۷ھ / 21 نومبر 2025ء

نکاح سے متعلق

اسلامی تعلیمات

(پہلا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَاِمَآئِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۔ [النور 32:24]

کائنات کی ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اُس نے ہر شے کو تقاضائے حکمت کے عین مطابق پیدا فرمایا ہے... نہ تو اُس کے علاوہ کوئی خالق ہے اور نہ ہی اُس کی پیدا کردہ کوئی چیز بے فائدہ یا بے موقع یا بے ربط ہے۔

انسانوں اور اُن کے تمام افعال کا خالق بھی ربِّ ذوالجلال جَلَّ مَجْدُہٗ ہی ہے اور اُس نے انسانوں کی پیدائش، نَشوونُما، کھانے پینے، حصولِ آرام وشِفائے آلام اور دیگر اُمور کا ایسا حسین نظام بنایا ہے کہ اگر انسان اپنی ذات میں ہی غور وفکر کرے تو اپنے مالکِ کریم کی لامتناہی قدرت اور اُس کے لامحدود علم پر عَش عَش کر اُٹھتا ہے؛ اِسی لیے قرآنِ حکیم نے انسان کو بار بار تدبُّر کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

خالق سے بڑھ کر مخلوق کی ضروریات اور تقاضوں کا علم کسے ہو سکتا ہے؟ یقیناً خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ ہی ہر انسان کے بارے میں سب سے بہتر جانتا ہے کہ اُس کی کیا ضروریات ہیں اور اُن کی تکمیل کا عمدہ ترین طریقہ کیا ہے! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۔ "کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا فرمایا؟ اور وہی ہر باریکی کو جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے۔" [الملک 14:67]

انسان کی فطری ضروریات اور طبعی تقاضوں میں سے ایک جنسی تسکین (Sexual satisfaction) بھی ہے؛ اِس ضرورت کی تکمیل کے لیے ربِّ کریم نے نکاح کا نظام عطا کیا ہے۔ بلاشبہ یہی انتظام اِس تقاضے کی تکمیل کا بہترین اور پاکیزہ ترین ذریعہ ہے؛ اِس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ نظام اُس ذات نے دیا ہے جس نے انسان میں یہ تقاضا پیدا فرمایا اور خالق سے بڑھ کر کسے علم ہو سکتا ہے!

جو بدنصیب لوگ ربِّ کریم کے وُجود وقدرت یا اُس کے علم وحاکمیت کو ہی تسلیم نہیں کرتے وہ اگر نکاح کے نظام کو نہ مانیں اور اِس کے مقابلے میں کوئی دوسرا طریقہ کار بنالیں تو اِتنی بڑی بات نہیں... حیرت تو اُن لوگوں پر ہے جو ربِّ کریم کو اپنا خالق ومالک بھی تسلیم کرتے ہیں اور اُس کی بے پناہ قدرت وبے انتہا علم کو بھی مانتے ہیں، اِس کے باوُجود اُس کی عطا کردہ پاکیزہ تہذیب کو چھوڑ کر کسی دوسری بے ہودہ وغیر شائستہ ثقافت میں اپنا سکون تلاش کرتے ہیں! یقیناً یہ لوگ شیطانی بہکاوے اور نفسانی فریب میں مبتلا ہیں۔

نکاح ہر مرد وعورت کی فطری ضرورت ہے؛ اِسی واسطے قرآن وسنت میں اِس کے حوالے سے تفصیلی راہ نمائی عطا کی گئی ہے اور اِس کی حُدود وقُیود وغیرہ احکام کو خوب واضح کیا گیا ہے۔

نسلِ نَو مغربی تہذیب سے متأثّر ہو کر جس راستے کی طرف بڑھ رہی ہے اُس کے نتائج انتہائی خطرناک ہیں۔ چنانچہ نکاح کا شوق دلانے اور تہذیبِ حاضر کی تباہیوں سے آگاہ کرنے کے لیے آج "نکاح سے متعلق اسلامی تعلیمات" کے عنوان پر گفتگو کی جائے گی۔

نکاح میں تعجیل کی تفضیل

نکاح کے بارے میں سب سے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ کس عمر میں نکاح کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے مختلف علاقوں اور خاندانوں میں کئی طرح کے تصوُّرات پائے جاتے ہیں۔ اسلام یہ تربیت عطا فرماتا ہے کہ اگر کوئی شرعی رُکاوٹ نہ ہو، یعنی لڑکا / لڑکی نکاح سے متعلقہ معاملات کو اچھے طریقے سے پورا کر سکتے ہوں اور مناسب رشتہ بھی دستیاب ہو تو نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے..... شریعتِ مطہرہ نے اِس کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں رکھی... بلکہ اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو اور شادی سے کوئی رُکاوٹ نہ ہو تو جلد نکاح کرنا ضروری ہے۔[1] ایسی صورت میں نکاح نہ کرنے سے متعلق وعیدیں بھی موجود ہیں۔

امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو نکاح میں بلاوجہ تاخیر پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: مَا يَمْنَعُكَ مِنَ النِّكَاحِ إِلَّا عَجْزٌ أَوْ فُجُوْرٌ۔ یعنی نکاح نہ کرنے کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ تمھیں نکاح پر قدرت نہ ہو اور کوئی رکاوٹ ہو... دوسری وجہ یہ کہ معاذ اللہ تم گناہ میں مبتلا ہونے کے لیے تیار ہو۔ (مصنف عبد الرزاق، ج:6، ص:170، رقم:10384، المجلس العلمی)

ہمارے ہاں خاندان والوں کی طرف سے نکاح میں زیادہ تر تاخیر اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی بنا پر ہوتی ہے... مثلاً:

- بعض اوقات لڑکے والے منتظر رہتے ہیں کہ اُس کی اچھی نوکری یا بزنس وغیرہ ہو جائے اور بھاری آمدن ہو تو پھر نکاح کریں گے۔
- رشتے کی تلاش میں غلط سوچ بھی نکاح کی تاخیر کا سبب بنتی ہے۔ لڑکے والے سوچتے ہیں کہ آنے والی بچی کا حُسن و جمال، خاندان اور معاشی حیثیت اعلیٰ درجے کی ہو گی تو ہم رشتہ لیں گے.. دوسری طرف خاتون کے گھر والوں نے ذہن بنا رکھا ہوتا ہے کہ لڑکے کی آمدن، ذاتی گھر اور دیگر ذرائع اِس معیار کے ہوں گے تب ہم نے پیشکش قبول کرنی ہے۔ اِسی چکر میں کئی سال گزر جاتے ہیں اور پھر بعض اوقات عمر کے مسائل بھی پیش آنے لگتے ہیں۔
- تاخیر کی ایک وجہ شادی سے متعلق رائج رسمیں بھی ہیں۔ دونوں خاندان خود ساختہ رسمیں پوری کرنے کی خاطر اخراجات کا انتظام اور مناسب وقت کا انتظار کرنے میں کئی کئی سال لگا دیتے ہیں۔

اگر ہم قرآن و سنت کی روشن تعلیمات پر غور کریں تو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔

مالی حیثیت: ارشاد ہے: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔ یعنی "تم میں سے جس مرد یا عورت کا نکاح نہ ہو اُس کا نکاح کر دو!" مزید فرمایا: اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ "اگر وہ نادار ہوئے تو اللہ اُنھیں اپنے فضل و کرم سے مال دار بنا دے گا اور اللہ کا فضل بہت وسیع ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔" [النور 24:32]

---

[1] یاد رہے کہ شادی کی عمر کے حوالے سے ملکی قوانین میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، اِس پہلو پر کسی قانون دان سے مشاورت کر لینی چاہیے۔

خاندانی معیار: سیدنا ابو حَاتِم مُزَنی اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جانِ عالَم ﷺ سے روایت کیا: إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوْهُ، إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ۔[1] یعنی "جب تمہاری (خاتون کی) طرف ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دین داری اور اَخلاق کو تم اچھا سمجھتے ہو تو اُس سے نکاح کر وادو! اگر ایسا نہیں کرو گے (دین اور اخلاق کے بجائے فقط بڑے خاندان اور زیادہ مال وغیرہ پر ہی نظر رکھو گے) تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو گا۔"

عرض کی گئی: يَارَسُوْلَ اللهِ! وَإِنْ كَانَ فِيْهِ؟ یعنی حضور! اگر پیغام بھیجنے والا لڑکی والوں کی طرح مال دار اور بہت بڑے خاندان کا نہ ہو[2] تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوْهُ۔ یعنی "جب تمہاری (خاتون کی) طرف ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دین داری اور اخلاق کو تم اچھا سمجھتے ہو تو اُس سے نکاح کر وادو!"

(جامع ترمذی، حدیث: 1085، 1084۔ سننِ کبریٰ للبیہقی، ج:7، ص:132، حدیث: 13481، حسن لغیرہٖ)

رسم ورواج: خود ساختہ رسم ورِواج کو پورا کرنے کی خاطر نکاح میں تاخیر کرنے والوں کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اِس فرمان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے: زَوِّجُوْا أَوْلَادَكُمْ إِذَا بَلَغُوْا، لَا تَحْمِلُوْا آثَامَهُمْ! یعنی جب تمہاری اولاد بالغ ہو جائے تو اُن کی شادی کر وادو! بلاوجہ تاخیر کر کے اُنھیں گناہ میں مبتلا کرنے کا بوجھ اپنے سر مَت لو! (مسند الفاروق لابن کثیر: 2/141، رقم: 508)

نصوص کا خلاصہ یہ ہے کہ شرعی وجہ کے بغیر نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ اِس سے گناہ کا راستہ کھلتا ہے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے... اور بلاشبہ ہم یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

نکاح کے مقاصد

اسلام دینِ فطرت ہے۔ یعنی اسلام پر عمل کے لیے زندگی کے معاملات کو چھوڑنا نہیں پڑتا، بلکہ تمام فطری تقاضے جاری رہتے ہیں، فقط اُنھیں اپنے بنائے ہوئے طریقوں کے بجائے رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے طرز پر لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لطف یہ کہ اگر بندہ فطری اُمور کو دینی تقاضوں کے مطابق انجام دے تو اُن پر بارگاہِ ربّ العزّت سے اجر وانعام کا بھی حق دار ٹھہرتا ہے۔

نکاح بھی انسان کی فطری ضرورت ہے، اِس کے مقاصد اور تقاضوں کے حوالے سے شریعتِ مقدّسہ کو پیشِ نظر رکھا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بھی بنتا ہے، رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کا ثبوت بھی ہوتا ہے اور اُخروی کامیابی کا وسیلہ بھی قرار پاتا ہے۔

---

[1] إِنْ لَمْ تُزَوِّجُوْا مَنْ هٰذِهٖ صِفَتُهُ وَرَغِبْتُمْ فِيْ مُجَرَّدِ الْحَسَبِ وَالْمَالِ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ، لِأَنَّ الْمَالَ وَالْحَسَبَ يُوْجِبَانِ الطُّغْيَانَ وَالْفَسَادَ أَوْ لَبَقِيَ أَكْثَرُ النِّسَاءِ بِلَا زَوْجٍ وَالرِّجَالُ بِلَا زَوْجَةٍ، فَيَكْثُرُ الزِّنَا وَتَقَعُ الْفِتْنَةُ، وَهٰذَا أَوْجَهُ۔ (لمعات التنقیح)

[2] کفو تو ہو، مگر مکمل برابری نہ ہو۔

قرآن وسنت کی روشنی میں نکاح کے چند اہم مقاصد یہ ہیں:

فرماں برداری: مسلمان کے ہر اچھے عمل کا بنیادی مقصد فقط یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ چنانچہ نکاح کرنے والے کا بھی اوّلین ارادہ یہ ہونا چاہیے کہ اِس سے رضائے اِلٰہی نصیب ہو گی۔ وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ نے انسان کے طبعی تقاضے کی خاطر نکاح کا حکم فرمایا ہے؛ لہٰذا مَیں نکاح کے ذریعے اِس حکمِ خدا و مصطفیٰ کو پورا کروں گا اور ربِّ کریم کی رِضا پاؤں گا۔[1]

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے والیِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کیا: اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ، فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ... یعنی "نکاح میری سنّت ہے تو جو میری سنّت سے منہ پھیرے وہ میرے طریقے پر نہیں۔"[2]

(سننِ ابن ماجہ، حدیث:1846)

نیک اولاد کا حصول: اگر انسان اولاد کی اچھی پرورِش اور دینی تربیت کرے تو یہ اپنے والدین کے لیے جہاں دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے وہاں بخشش و مغفرت کا ذریعہ بھی بنتی ہے، حتّٰی کہ بندۂ مومن کی وفات کے بعد اُس کی اولاد کے اچھے اعمال اور دُعائیں اُس کی نیکیوں میں اضافے اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ چنانچہ نیک اولاد کا حصول بھی نکاح کا مقصد ہونا چاہیے۔[3]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی روایت کیا: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔ یعنی "جب بندہ وفات پا جائے تو اُسے اعمال کا ثواب ملنا موقوف ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے: 1) صدقۂ جاریہ (وہ خیرات جس کا نفع اُس کی وفات کے بعد مخلوق کو پہنچتا رہے)۔ 2) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے۔ 3) وہ نیک اولاد جو اُس کے لیے دُعا کرتی رہے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1631)

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: واللهِ! إِنِّي لَأُكْرِهُ نَفْسِي عَلَى الْجِمَاعِ رَجَاءَ أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنِّي نَسَمَةً تُسَبِّحُ اللهَ۔ یعنی ربِّ ذوالجلال کی قسم! (میرا شہوت پرستی سے کوئی تعلّق نہیں) مَیں تو اپنے نفس کو حقوقِ زوجیت ادا کرنے کے لیے مجبور کرتا ہوں؛ اِس اُمّید پر کہ اللہ تعالیٰ اِس کے ذریعے مجھے ایسا بچہ عطا فرما دے جو ربِّ کریم کی عبادت کرنے والا ہو۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: 13460۔ النفقة علی العیال لابن أبي الدنیا، رقم:392)

---

[1] قال اللہ تعالیٰ: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً... [النساء4:3]

[2] إِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ، لٰكِنْ لَهُ عِدَّةُ شَوَاهِدَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ، مِنْهَا قَوْلُهُ ﷺ: أَمَا وَاللهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5063)

[3] قَالَ سَيِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: مَا آتِي النِّسَاءَ لِشَهْوَةٍ، وَلَوْلَا الْوَلَدُ مَا آتِي النِّسَاءَ۔ (النفقة علی العیال، رقم:389)

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: يَنْوِيْ عِنْدَ الْمُجَامَعَةِ حُصُوْلَ الْوَلَدِ، لِيُجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَيَحْصُلَ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرٌ وَإِنْ لَمْ يَقَعْ ذٰلِكَ۔ (فتح الباری:34/6)

پاک دامنی کی حفاظت: حیا دینِ اسلام کا امتیازی وصف ہے اور اللہ تعالیٰ بے حیائی و بدکاری پر سخت ناراض ہوتا ہے۔ چنانچہ نکاح سے مسلمان کا ایک مقصد یہ بھی ہونا چاہیے کہ فطری تقاضے کو شرعی طریقے سے پورا کرلوں گا؛ تاکہ آنکھیں بھی بدنگاہی سے محفوظ رہیں اور کردار بھی گناہ کی نجاست سے پاک رہے۔ یہ ایسی شان دار نیت ہے کہ اِس پر اللہ تعالیٰ کی مدد عطا ہوتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمْ: "تین افراد کی مدد فرمانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم ہے۔" پھر آپ ﷺ نے راہِ خدا کے مجاہد اور مکاتب[1] کے ساتھ تیسرے شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ۔ یعنی "وہ شخص جو خود کو گناہ سے محفوظ رکھنے / پاک دامنی کے لیے نکاح کرے (اللہ تعالیٰ اُسے اپنی مدد سے نوازتا ہے)۔" (جامع ترمذی، حدیث: 1655۔ سنن نسائی کبریٰ، حدیث: 5307، حدیث صحیح)

حرام خوری اور بدکاری دونوں گناہ ایمان کو تباہی تک لے جاتے ہیں... تو پاک دامنی کے لیے نکاح کرنا در حقیقت ایمان بچانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اِسی مفہوم کو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اقدس ﷺ سے روایت کیا: مَنْ رَزَقَهُ اللهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلَى شَطْرِ دِينِهِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي الشَّطْرِ الثَّانِي۔[2] یعنی "جسے اللہ تعالیٰ نے نیک بیوی عطا کی اُس کے نصف دین پر مدد فرمائی تو اُسے چاہیے کہ باقی نصف دین میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرے!"[3] (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 2681)

سُکون و راحت: قدرت کا نظام ہے کہ زندگی کی تگ و دَو میں مَرد و عورت اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے ذہنی و جسمانی مشقّت برداشت کرتے ہیں اور دونوں کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جہاں نیند کو تھکاوٹ دُور کرنے کا ذریعہ بنایا ہے وہاں شوہر اور بیوی کو بھی ایک دوسرے کے لیے قَرار و آسُودگی کا وسیلہ بنایا ہے۔ نیند سے ملنے والی قدرتی راحت کو کسی دوسرے ذریعے سے پانا ممکن نہیں، یوں ہی نکاح سے میسّر آنے والا فطری سُکون بھی کسی بے ہودہ طریقے سے ہرگز نصیب نہیں ہو سکتا۔

خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا: وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ یعنی "اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا فرمائیں؛ تاکہ تم اُن سے سُکون / آرام پاؤ اور اللہ نے تمہارے (میاں بیوی کے) درمیان محبّت و رحمت رکھ دی، بے شک اِس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے (اللہ کی قدرت پر) نشانیاں ہیں۔" [الروم 30:21]

---

[1] مکاتب اُس غلام کو کہا جاتا ہے جس کے مالک نے اُسے کہا ہو کہ اتنی رقم ادا کردو تو تم آزاد ہو۔

[2] حسن بشواهده، وانظر البحث عليه في "سلسلة الأحاديث الصحيحة"، ج:2، ص:199، تحت الحديث: 625

[3] قال الشيخُ المناويُّ رحمه الله تعالى: لِأَنَّ أَعْظَمَ الْبَلَاءِ الْقَادِحِ فِي الدِّينِ شَهْوَةُ الْبَطْنِ وَشَهْوَةُ الْفَرْجِ، وَبِهَا تَحْصُلُ الْعِفَّةُ عَنِ الزِّنَا وَهُوَ الشَّطْرُ، فَيَبْقَى الشَّطْرُ الثَّانِي وَهُوَ شَهْوَةُ الْبَطْنِ، فَأَوْصَاهُ بِالتَّقْوَى فِيهِ۔ (التيسير بشرح الجامع الصغير، تحت الحديث: 8704)

بے نکاح سے متعلق اہم اُمور

دینِ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو سے متعلق واضح راہ نمائی عطا فرمائی ہے.. جہاں یہ تربیت کی ہے کہ نکاح کے موقع پر اور بعد میں کن اُمور کا لحاظ رکھنا چاہیے وہاں یہ بھی سکھایا ہے کہ جب تک نکاح کے اسباب نہ ہوں تب تک زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔

بعض اوقات بالغ ہونے کے بعد کچھ سالوں تک کسی وجہ سے شادی نہیں ہوتی، اِس صورتِ حال سے دوچار جوانوں کے لیے بھی قرآن وسنّت سے روشنی حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

ارشادِ ربّانی: خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز نے فرمایا: وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ... یعنی "وہ لوگ جو نکاح کی گنجائش نہیں رکھتے اُنھیں چاہیے کہ پاک دامن رہیں / جنسی بے راہ رَوی سے بچے رہیں یہاں تک کہ اللہ اُنھیں اپنے فضل سے غنی کر دے (نکاح کے اسباب ووَسائل مُہیّا فرمادے)۔" [النور24:33]

فرمانِ مصطفوی: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ [1] وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ! "اے جوانو! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرلے؛ کیونکہ اِس کے ذریعے (اجنبی عورت کو دیکھنے سے) نگاہ نیچی اور پارسائی محفوظ رہتی ہے۔"
- وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔ "اور جسے نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے؛ کہ روزہ شہوت کو توڑتا / کم کرتا ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1400۔ صحیح بخاری، حدیث:5065)

حاصل شدہ تربیت: آیت وحدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح سے پہلے ہر طرح کی بے راہ رَوی سے بچنا ضروری ہے، خواہ وہ:

- معاذ اللہ ہم جنس پرستی (Homosexuality) کے انداز میں ہو۔
- یا خدانخواستہ مُتعہ (Temporary Marriage) کی شکل میں ہو۔
- یا نعوذ باللہ مُشت زنی (Masturbation/ Hand practice) کا عمل ہو۔
- یا اللہ بچائے مَردوں اور خواتین کے اختلاط (Mixing of men and women) وبے ہودگی کی صورت میں ہو۔
- یا اللہ نہ کرے سوشل میڈیا کے غلط استعمال، بد نگاہی اور بُروں کے ساتھ دوستی کے لحاظ سے ہو۔

نکاح سے پہلے تعلق: بد قسمتی سے ہمارے جوان تیزی سے بے ہودہ مغربی تہذیب (Western Civilization) کی طرف بڑھ رہے ہیں اور شریعتِ مطہرہ سے دُوری کے تباہ کُن نتائج کسی سے مخفی نہیں۔

---

[1] (أَغَضُّ لِلْبَصَرِ) أَيْ: أَخْفَضُ وَأَدْفَعُ لِعَيْنِ الْمُتَزَوِّجِ عَنِ الْأَجْنَبِيَّةِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:3080)

مغربی تہذیب سے وابستگی کے ہَول ناک اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نکاح سے پہلے بے تکلّفی کے ساتھ ملاقاتیں کرنا، گھومنا پھرنا اور فون پر باتیں کرنا وغیرہ... ایسے اُمور عام ہوتے جارہے ہیں جنھیں منبر کے تقدُّس کے پیشِ نظر ذکر نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارا دین سکھاتا ہے کہ مَرد جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے فقط ایک نظر اُس کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اِس میں بھی ضروری ہے کہ:

1) تنہائی نہ ہو؛ کیونکہ نکاح سے پہلے یہ ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں اور اجنبی مرد و عورت میں تنہائی حرام ہے۔

2) نیز چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ عورت مکمل طور پر باپردہ ہو؛ کیونکہ دیگر اعضا کو دیکھنا بھی حرام ہے اور عورت کا پردے کے بغیر اجنبی مَرد کے سامنے جانا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔

تنہائی کی ممانعت: امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔ ”سُن لو! جب بھی کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہا ہو تو ضرور اُن کے ساتھ شیطان ہوتا ہے (جو اُنھیں برائی کی طرف لے جانے کی کوشش کرتا ہے)۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2165، حدیث صحیح)

نگاہوں کی حفاظت کا انعام: بندہ جب شرعی احکام کے حوالے سے غور کرتا ہے تو بعض اوقات سوچ آتی ہے کہ اکثر لوگ ایک راستے پر چل رہے ہیں، پھر مَیں اُن سے الگ طرزِ زندگی کیسے اختیار کروں؟ یاد رکھیے! بُرائی کی کثرت کے وقت اُس سے بچنا تھوڑا سا مشکل تو ہوتا ہے، مگر اللہ کریم کی طرف سے اِس پر بہت بڑے انعام سے نوازا جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں بدنگاہی سے بچنا ایک آزمائش تو ہے، مگر روایت میں اِس پر جس بڑے احسان کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اُسے پیشِ نظر رکھ کر یہ مشکل کام بھی آسان ترین محسوس ہونے لگتا ہے۔

رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حُذیفہ بن یَمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا: اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومَةٌ، فَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ خَوْفِ اللهِ أَثَابَهُ جَلَّ وَعَزَّ إِيمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ۔[1] یعنی ”بدنگاہی شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے بدنگاہی چھوڑ دے اللہ عزّوجلّ اُسے ایسا ایمان عطا فرمائے گا کہ بندہ اپنے دل میں اُس ایمان کی مٹھاس پالے گا۔“ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 7875)

اگر بے نکاح حضرات نکاح سے پہلے کا وقت اِن دینی تعلیمات پر عمل کریں تو توقّع ہے کہ دُنیا و آخرت اچھی ہو جائیں گی!

---

[1] إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ لَكِنْ يُؤَيِّدُهُ رِوَايَةُ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی الله تعالیٰ عنه الَّذِي ذَكَرَهُ الْهَيْثَمِيُّ: اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مَّسْمُومٌ مِّنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ، مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَّخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَّجِدُ لَهُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ۔ (مجمع الزوائد، رقم الحدیث: 12946)

حرفِ آخر: نکاح کا نظام... قدرت کا انعام

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور اُس کی قدرت کا پتا دیتی ہے۔ خُردبین سے دکھائی دینے والے جَرثومہ (Germ) اور نہایت باریک ذرّے سے لے کر آسمانوں اور لامکاں تک... ہر شے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے اور انسان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ نہ تو ربِّ کریم کی قوّت و طاقت کی کوئی انتہا ہے اور نہ ہی اُس کے علم و حکمت کی کوئی حد ہے۔

قادرِ مطلق نے اپنے پسندیدہ دین، یعنی اسلام کے ذریعے ہر ضرورت و حاجت کی تکمیل کے لیے بہترین اور پاکیزہ ترین نظام عطا فرمایا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نظام ہی انسان کو حقیقی سُکون و راحت اور دُنیا و آخرت کی کامیابی سے ہم کِنار کرتا ہے۔

ربِّ کریم نے انسان کی ایک اہم ضرورت: جنسی تسکین (Sexual satisfaction) کے لیے نکاح کا نظام عطا کیا ہے اور بلاشبہ یہ طریقہ نہ صرف انسان کی اِس فطری حاجت کو احسن طریقے سے پورا کرتا ہے، بلکہ اُس کی نگاہوں کی حفاظت کا ذریعہ بھی بنتا ہے اور پارسائی کے تحفّظ کا وسیلہ بھی ہوتا ہے۔

ربِّ کریم پر ایمان رکھنے والا خوش نصیب اُس کی بے پایاں قدرت کو بھی تسلیم کرتا ہے، اُس کے بے حد علم کا بھی اقرار کرتا ہے اور اُس کی بے انتہا حکمت کی بھی تصدیق کرتا ہے... پھر اگر وہ اُس کے بنائے ہوئے نظام کو چھوڑ کر مغرب کے گھٹیا طریقے کو اپنائے تو یہ انتہائی حیرت والی بات ہے۔ کیا نعمتِ ایمان کے باوُجود مسلمان کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی کہ میرا ربّ میری ہر ضرورت کو سب سے بڑھ کر جانتا ہے اور یہ بھی اُسے ہی سب سے زیادہ معلوم ہے کہ میری کون سی ضرورت کس طرح بہتر طریقے سے پوری ہو سکتی ہے!

شاید یہ یقین کی کمزوری کا ہی نتیجہ ہے اور اِسی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعرِ مشرق علیہ الرحمہ نے کہا:

سُن اے تہذیبِ حاضر کے گرِفتار!
غلامی سے بتّر[1] ہے بے یقینی

مغربی تہذیب (Western Civilization) سے متأثّر ہو کر ہمارے نوجوان جس طریقے پر چل نکلے ہیں وہ انتہائی خطرناک ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب خود مغرب والوں کو بے حیائی کے ذریعے سُکون نہیں مل سکا تو ہمیں اُس سے چین کیسے نصیب ہو سکتا ہے!

یہ بات خون کے آنسو رُلاتی ہے کہ عصری تعلیم کے ادارے بھی فحاشی و بے حیائی سے محفوظ نہیں۔ کالجز اور یونی ورسٹیز کا مقصد تو نوجوانوں کی تربیت کرنا اور اُنھیں مستقبل کا معمار بنانا ہے..... اگر یہاں نَونہالوں کے افکار پراگندہ اور کردار داغ ہو تو قوم کا مستقبل ایسا تاریک ہو گا جس کا تصوُّر کرنے سے کلیجا کانپ جاتا ہے، نعوذ باللہ من ذٰلک۔

---

[1] بدتر

موجودہ اخلاقی زوال کا علاج یہی ہے کہ نوجوان اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام، یعنی نکاح کو اختیار کریں اور اِس کے علاوہ ہر طریقے کو جوتے کی نوک پر رکھیں۔

اِسی تناظر میں آج نکاح سے متعلق کچھ اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا گیا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) اگر کوئی شرعی رُکاوٹ نہ ہو، یعنی لڑکا / لڑکی نکاح کی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھا سکتے ہوں اور مناسب رشتہ دستیاب ہو تو نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے..... شریعتِ مطہرہ نے اِس کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں رکھی.... بلکہ اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو اور نکاح سے کوئی رُکاوٹ بھی نہ ہو تو جلد نکاح کرنا ضروری ہے۔

بھاری آمدن، بڑے خاندان یا خود ساختہ رسموں کو پورا کرنے کی خاطر نکاح کو مؤخّر کرنا جاہلانہ سوچ ہے۔

2) نکاح ایک فطری تقاضا ہے، اِس کا مقصد اور نیت نیک ہو تو یہ کارِ ثواب اور رِضائے اِلٰہی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ قرآن و سنت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ نکاح کرنے والے کو یہ باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہییں:

i. اللہ تعالیٰ کی رِضا اور اُس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی مطلوب ہو؛ یعنی نکاح کرنے والا یہ نیت رکھے کہ اِس کے ذریعے ایک شرعی حکم کو پورا کر رہا ہوں، جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گا اور رسولِ کریم ﷺ کی نگاہِ عنایت نصیب ہو گی۔

ii. نکاح میں یہ نیت بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ نعمتِ اولاد سے نوازے گا تو مَیں اُس کی اچھی پرورِش اور دینی تربیت کروں گا، یوں وہ میری بخشش و مغفرت کا ذریعہ بنے گی۔

iii. نکاح کا ایک مقصد یہ بھی ہونا چاہیے کہ فطری تقاضے کو شرعی طریقے سے پورا کر لوں گا؛ تاکہ آنکھیں بھی بدنگاہی سے محفوظ رہیں اور کردار بھی گناہ کی نجاست سے پاک رہے۔

3) اگر نکاح کے اسباب میسّر نہ ہوں تو قرآنِ مجید نے پاک دامن رہنے اور ہر طرح کی جنسی بے راہ روی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ ایسی صورت میں بُرے ماحول سے دُور رہنا، نگاہوں کی حفاظت کرنا اور روزوں وغیرہ سے نفسانی خواہشات کو توڑنا بے حد ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ بندہ بُرے راستے پر چل نکلا تو دُنیا و آخرت کی تباہی کا خطرہ ہے۔

شرعی مسئلہ: نماز میں کپڑا کہیں سے بھی دوہرا / فولڈ کرنا مکروہِ تحریمی ہے اور ایسا کیا تو نماز کو دوبارہ ادا کرنا لازم ہے (تاہم آدھی کلائی تک آستین چڑھی ہو تو رخصت ہے)۔ کپڑا دوہرا کرنے سے مراد یہ ہے کہ بناوٹ اور عادت کے برعکس اُسے دوہرا کیا جائے۔

بعض کپڑے دوہرے کیے جاتے ہیں، مگر وہ عادت کے خلاف نہیں ہوتے... مثلاً ہائی نیک (High Neck) کو اُوپر سے فولڈ کر کے ہی پہنا جاتا ہے، یوں ہی سویٹر کی بناوٹ نیچے سے فولڈ کرنے کے لیے ہی ہوتی ہے، اِسی طرح خاتون کا حجاب کرتے ہوئے آگے سے دوپٹے کو فولڈ کرنا بھی خلافِ عادت نہیں؛ لہٰذا اِن صورتوں میں نماز مکروہ نہیں ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعتِ مطہرہ کے تمام احکام کو دل وجان سے تسلیم کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیقِ رفیق سے نوازے!

ربِّ کریم مغربی تہذیب کی بے راہ روِی وبے حیائی سے نوجوانوں کو محفوظ رکھے اور بے نکاحوں کے لیے نکاح کے اسباب پیدا فرمائے!

خالقِ کائنات جملہ اکابرِ اہلِ سنّت علیہم الرحمہ، خصوصًا جن شخصیات کے اعراسِ مبارکہ اِس ماہ میں ہیں.... سب کے درجات بلند فرمائے اور اُن کا فیضان جاری رکھے!

قادرِ مطلق اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اوراسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کردے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!